الفوز الکبیر

فی

اصول التفسیر

اردو

جس میں قرآن مجید کی تفسیر کے تمام بنیادی اصول پر مفصل اور بصیرت افروز بحث کی گئی ہے

تالیف

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

مترجم

مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم

ناشر

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ مطابق جولائی ۱۹۵۵ء

قیمت ...... ایک روپیہ .....

مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی

اسباب نزول میں داخل نہیں ہوتیں مثلاً صحابہ کا اپنے باہمی مناظرات میں کسی آیت سے استشہاد کرنا یا آیت سے تمثیل دینا، یا اپنے کلام کے استشہاد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی آیت کو تلاوت فرمانا، اور یا محدثین کا کسی ایسی حدیث کا روایت کرنا جسکو آیت کے ساتھ اسکی غرض یا موقع نزول یا اسماء مذکورہ فی الآیت کے مبہم کی تعین میں موافقت حاصل ہو، یا کسی کلمہ قرآنی کے لئے ادائے تلفظ کا طریقہ۔ یا سورتوں اور آیات کے فضائل یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتثال امر قرآنی وغیرہ کی صحیح تصویر در حقیقت یہ تمام باتیں اسباب نزول میں شمار نہیں ہیں اور نہ انکا احاطہ کرنا مفسر کی شرائط میں داخل ہے مفسر بننے کے لئے دو چیزوں کی معرفت شرط ہے، ایک تو واقعات جن کی طرف آیات مشیر ہوں، کیونکہ ایسی آیات کے ایماء کا سمجھنا بغیر علم واقعات کے میسر نہیں آسکتا اور دوسرے وہ قصے جس سے عام کی تخصیص یا اور کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہو۔ مثلاً آیت کو اس کے ظاہری معنیٰ سے پھیرتے ہوں وغیرہ وغیرہ، کیونکہ آیات کے اصل مقصد کا علم ان قصص کی موافقت کے بدون ممکن نہیں۔

یہاں پر یہ جان لینا مناسب ہے کہ حضرات انبیاء سابقین کے قصے احادیث میں کم مذکور ہیں، اور ان کے وہ لمبے چوڑے تذکرے جنکے بیان کرنے کی تکلیف عام مفسرین برداشت کرتے ہیں، وہ سب الا ماشاء اللہ علماء اہل کتاب سے منقول ہیں۔ صحیح بخاری میں مرفوعاً مروی ہے۔ لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوہم۔ (تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو) اور یہی جان لینا چاہیئے کہ حضرات صحابہ اور تابعین مشرکین ویہود کے مذاہب اور انکی جاہلانہ عادات کے بارہ میں قصہائے مخصوصہ اس لئے بیان فرماتے ہیں کہ وہ عقائد و عادات زیادہ روشن ہو جائیں۔ اور ایسے موقع پر وہ اکثر کہدیتے ہیں نزلت الآیۃ فی کذا۔ اس سے انکی مراد یہ ہوتی ہو کہ فلاں آیت اس طرح کے واقعات کی نسبت نازل ہوئی ان کی مراد اس سے عام ہوتی ہو کہ سبب نزول ہی واقعہ ہو

یااس کے مانند اور کوئی، اور یا آیت اسکے قریب نازل ہوئی ہو، اس صورت خاص کے اظہار سے ان کا مقصد اسکی تخصیص کا اظہار نہیں ہوتا، بلکہ فقط یہ غرض ہوتی ہے کہ یہ صورت ان امور کلیہ کیلئے (جن کا اظہار و بیان ضروری ہے) ایک اچھی تصویر ہے اسلئے بسا اوقات انکے اقوال باہم مختلف اور اپنی اپنی طرف کھینچے ہوئے نظر آتے ہیں حالانکہ حقیقت میں سب کا مطلب ایک ہی ہوتا ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے جس مقام پہ یہ کہا ہے کہ کوئی شخص ہرگز فقیہ نہیں ہوسکتا جبتک اسمیں ایک آیت کو متعدد معانی پر حمل کرنے کا ملکہ نہ پیدا ہوجائے وہاں اسی نکتہ کیطرف اشارہ کیا ہے۔

علی ہذا قرآن مجید میں یہ اسلوب بکثرت اختیار فرمایا گیا ہے کہ دو صورتیں بیان ہوتی ہیں، ایک سعید کی جسکے ذیل میں بعض اوصاف سعادت ذکر کئے جاتے ہیں اور ایک شقی کی جسکے تحت میں بعض اوصاف شقاوت کا مذکور ہوتا ہے۔ مگر ایسے مقامات میں عام طور پر صرف ان اوصاف و اعمال ہی کے احکامات کا اظہار منظور ہوتا ہے اور کسی خاص شخص کی جانب تعریض نہیں ہوتی چنانچہ پ۲۶ ع ۱ میں ارشاد فرمایا۔ ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرہا ووضعتہ کرہا، اور اسکے بعد شقی اور سعید کی دو صورتیں ذکر فرمائیں اور اسی کے مانند یہ دو آیتیں پ۱۴ کی ہیں واذا قیل لہم ماذا انزل ربکم قالوا اساطیر الاولین۔ اور وقیل للذین اتقوا ماذا انزل ربکم قالوا خیرا۔ اور آیات ذیل کو بھی اسی قاعدہ پہ حمل کرنا چاہیئے۔ ضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ اور آیت پ۹ نمبر۱۴ ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا فلما تغشہا الآیہ اور پ۱۸ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون اور ولا تطع کل حلاف مہین۔

اور اس صورت میں یہ بات کچھ ضروری نہیں ہے کہ بعینہ وہ خصوصیات کسی فرد میں پائی بھی جاتی ہوں، چنانچہ آیت کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ۔ میں لازم